دعوات حق

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ

برکاتِ رمضان

خطبہ جمعۃ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد:

وعن عبدالله بن عباس قال كان رسول الله ﷺ اجود الناس وكان اجود مايكون حين يلقاه جبرئيل عليه السلام وكان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيه ارسه' القرآن فلرسول الله ﷺ اجود بالخير من الريح المرسلة (او كماقال)

خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت:

محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللہؐ کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کے ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ ہمیں حضور اقدسؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوں گا۔ اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا' سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادمِ خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا:

جب اللہ جل مجدہ' نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیے کہ ہم اپنے آقائے نامدار اور روحانی والد سردار دو جہاں کے نقش قدم پر چلیں ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے' اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

لا يومن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين

ترجمہ: جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں تب تک وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔

صحیح اولاد وہی ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کی صحیح اتباع اور پیروی اختیار کرلے اور جو اپنے والدین کے نقش

قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا (امتی ہے) جو حضورؐ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعویٰ کرے مگر اپنے نبی کی اتباع نہ کر سکے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند تعالیٰ کے خاص کرم کا مہینہ ہے۔ خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات و اکرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لاتعد و لاتحصی ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح، ہماری زندگی ہمارا وجود، یہ آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں دل و دماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین، ہوا، پانی، غلہ، پھل، پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ نے زمین کے دستر خوان پر ہمارے لئے بچھا دیا، پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنا دیا، اپنا خلیفہ بنا دیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تا کہ وہ اس میں تصرف کرتا رہے۔ یہ خاص انعام ہے۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے:

انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا اپنے کلام کے نزول کا اہل بنا دیا، اس کی افہام و تفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا۔ ہر نعمت اس کی بے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریم کو مبعوث فرمان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کر دیا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اس کو سمجھیں اس پر عمل کریں، اس پر غور و فکر کریں، یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے:

ولقد یسرنا القران للذکر فهل من مدکر

ترجمہ　"ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنا دیا"

قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے اور خدا کی ذات وصفات کا تحمل ادراک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس......... کلام لفظی کا شکل دے کر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پرے لگا دیتے ہیں اردگرد گھیرا ڈال دیتے ہیں۔ حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کا مورد بن سکیں اور اسے سن سکیں، تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت و منقبت صرف اس

امت کو حاصل ہے اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰ کو تورات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق:

کتاب اللہ الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ کرے اور آواز وصوت پیدا ہو۔ اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو' اس کو کتاب کہیں گے' اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کر دیا شافہتہ کہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنادیا اور تلاوت اس کی آسان بنادی۔

ماہ رمضان کی برکتیں:

رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا' شهر رمضان الذي انزل فيه القران ۔ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں' یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے' ایک تسبیح سبحان اللہ کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر اجر ملتا ہے۔

ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے' ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے کہ جہنم کی شدائد میں کمی آ جاتی ہے' جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں' تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ اس کی بدبو' گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح وریحان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے۔

القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران۔

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

تو جو لوگ برے اعمال اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں' تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو چھٹی مل جاتی ہے' اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مر گیا تو جیسے کہ جیلخانہ چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی

مجرم کو پکڑ لیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں' پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جاسکتا ہے' ملاقات بھی خویش واقارب کر سکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہیں داخل کر دیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں' تو اگر یہ شخص گنہگار ہے اور مستحق جہنم ہے' اس مہینہ میں مر جائے تو ختمِ رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب:

حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نیکی کے بدلے ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے ہر رات غیب سے آواز آتی ہے کہ یا باغی الخیر اقبل اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا۔ ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ' نماز پڑھ لے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر دے۔

ویا باغی الشر اقصر

اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جاؤ ذرا ٹھہر جا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناہ کیوں صادر ہوتے ہیں:

رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری' قتل' جوا' زنا' اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے' رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے' کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی ہتھکڑیاں لگ جاتی ہیں' اور اس کو سمندر کی تہ ڈال دیا جاتا ہے۔ صفدت الشیٰطین و مروۃ الجن۔ میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں' لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف بھر گیا۔

لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آ جاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں' گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں' تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں' مگر جس مرد و عورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں' وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے؟ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے

ان اعدیٰ عدوک نفسک اللتی بین جنبیک۔

یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔

نفس امّارہ کی کارستانیاں:

یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لوامہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤ گے' اللہ تعالیٰ نے

جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں، مگر نفس سے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے؟ تو نفس نے جواب دیا کہ

انت انت و انا انا　　تُو تُو ہے اور مَیں مَیں ہوں۔

یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں، میرے ساتھ کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے، گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال:

اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددیانتی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کا جھنڈا سربلند نہیں کیا، اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا، مگر اب تو ہم ۲۸ سال سے آزاد ہوئے ہیں۔ غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بددین ہیں بلکہ اس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں، گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں، میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا انہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے، دل نرم ہو گئے، باجماعت نماز پڑھنے لگے پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جایئے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

فلاتلوموني ولوموا انفسكم

مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا۔

تو بھائیو! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں، اور نہ چوری، جوا، جھوٹ فریب چھوڑ سکیں، ہر رات آواز آتی ہے۔ یا باغی الخیر اقبل۔ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ۔ ویا باغی الشر اقصر۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے۔ تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے۔ خداوند کریم سے ذرا شرم و حیا کر اور برائی چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص:

رمضان کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الصوم لي وانا اجزي به　　روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی روزہ رکھے گا، روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں

ہوسکتا، اس میں ریاونمود نہیں آسکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپکو رنگتا ہے، اللہ کھاتا نہیں، پیتا نہیں، غنی ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے، تو اس کا غلام بھی انہی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے، جیسا کہ ایک حاکم دربار منعقد کر کے کسی کو بلا لیتا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے، دوسرے وسائط اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی، تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے۔ ایک دوسری قراءت انا اجزی بہ" کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اس کی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ، عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا، تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی جبکہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں، مظلوم سب کچھ لے لے گا مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا یہ نیکی محفوظ رہے گی۔ الصوم جنة روضہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق:

پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنا دیا۔

یہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو، پیاسا ہو، راتوں کو جاگتا ہو، ایک سو ہو کر ایک ہی طرف کار ہے، توجہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے تصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ قرآنی تعلیمات کی عملی تربیت ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔

انا انزلناه في ليلة القدر پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام ابوحنیفہؒ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے۔ ان حضرات نے رمضان کا

کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت نہ کرسکیں تو استغفار، تسبیح اور تمجید اور ذکر تو کر سکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث کی تشریح:

حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرائیلؑ آپؐ سے ملاقات فرماتے اور جبرائیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے تھے، اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

سخاوت اور جود میں فرق:

حدیث شریف میں لفظ جود ہے۔ سخاوت اور جود میں فرق ہے۔ سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطا ماینغی لمن ینبغی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شئے بھی جس کے لئے مناسب ہو اسے دے دی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگانِ علوم کے لئے افاضہ علم کرنا گم کردہ راہوں کے لئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضورؐ کا جود:

تو پیغمبر ﷺ اجود الناس تھے۔ آپؐ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہیں جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے آئے، فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بچھا ہوا دیکھا، تو واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنین گھبرا گئیں، عرض کیا کہ حضرت کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں، فرمایا مالی وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق۔ عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہبند لائیں۔ عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں، حضورؐ نے از راہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھوا اور کہا یہ تو بہت عمدہ ہے دے دیجئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے، پرانا تہبند پہنا اور اس کو تہ کر کے اس صحابی کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے تہبند مانگا کہ اس کا اتصال آپؐ کے بدن مبارک سے

ہو چکا ہے میں اسے اپنے کفن میں رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے جسدِ اطہر سے یہ کپڑا مس ہوا ہے تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا۔غزوہ حنین کے موقع پر بہت سے دیہاتیوں نے آ گھیرا کہ کچھ عنایت فرمائیے ہم آپ کا مال نہیں مانگتے' آپ کے باپ کا مال نہیں مانگتے' اللہ کا مال مانگتے ہیں' آپ ان کی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے' اور نہ برا مانا اور برابر مال دیتے رہے حتیٰ کہ ازدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے فرمایا گیا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کر دیتا.... یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کر دیئے۔ یہ ہے آپؐ کے شان جود کا ادنیٰ کرشمہ۔

حضورؐ کا تخلق باخلاق اللہ:

رمضان شریف میں حضورؐ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا۔ کیونکہ رمضان شریف میں خداوند کریم کا جُود لامتناہی اور بے شمار ہوتا ہے تو تخلقوا باخلاق اللہ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوند کریم کے جود کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ الصوم لی وانا اجزی بہ' اور من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ جو شخص رمضان میں ایمان ویقین کیساتھ حسبۃً للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزاروں کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہو جاتا تھا اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پرنور اس ماہ مبارک میں جود وکرم زیادہ فرماتے تھے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبرائیل علیہ السلام آکر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے' اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی وعملی ترقیات ہوا کرتی ہیں اور حضورؐ کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں' اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی' تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے' تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوڑی جاتی ہیں زندگی کا مدار ہیں اس سے بھی آپ کی جود زیادہ ہوا کرتی تھی' آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے' اور جود وسخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں' تاکہ پیغمبرؐ کے نقشِ قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔